پروفیسر مختار الدین احمد: ماہرِ غالبیات

توقیر اشرف چودھری

Tauqir Ashraf Ch.

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Lahore Garrision University, Lahore.

Abstract:

The study of Ghalib worthsa lot in the history of Urdu Literature. Ghalib's poetic work and his biography has multi shades that criticism and research is being done even today. The notable researchers and critics who have done valuable addition regarding Ghalibiat, among them a respectable name is of Prof.Mukhtaru Din Ahmad also. He is distinguished among others because he threw light on the very rare aspects of the life of Ghalib. This piece of writing shows the distinction and peculiar aroma of Ghalib's work, which is a collection of Prof.Mukhtar u Din Ahmad's critical work published in various magazines and journals. This article also shows how aptly Prof.Mukhtar uDinhashighlighted the hidden truths and facts, and how appropriately he has done justice with the work of Ghalib.

پروفیسر مختار الدین احمد معروف ماہرِ غالبیات، محقق، مدوّن اور مخطوطہ شناس تھے۔ آپ کی جائے پیدائش اور سنِ ولادت کے حوالے سے کچھ اختلاف پایا جاتا ہے، گیان چند جین کے مطابق:

> ''مختار الدین احمد صاحب کی ولادت ۱۴ نومبر ۱۹۲۴ء کو صوبہ بہار کے ضلع پٹنہ میں ہوئی۔ آپ کا نام غلام معین الدین رکھا گیا، بعد کو مختار الدین احمد نام تجویز ہوا اور اسی نام سے وہ مشہور ہوئے۔''(۱)

پروفیسر حنیف نقوی مختلف شہادتوں کی بنا پر ان کے تاریخ وجائے پیدائش کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''واقعہ یہ ہے کہ پیدائش کے ہفتے عشرے کے اندر ہی ان کے دو نام رکھے گئے تھے ایک غلام معین الدین، اور دوسرا مختار الدین یہ دونوں نام تاریخی ہیں جن سے ۱۳۳۶ھ برامد ہوتا ہے۔ پہلا نام مرحوم کے والد محترم کا تجویز کردہ تھا مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی نے تجویز فرمایا تھا اس دوسرے نام سے متعلق حوالہ تذکرہ علمائے اہل سنت (مرتبہ مولانا محمود احمد

قادری) میں موجود ہے اس تذکرے سے یہ اہم اطلاعات بھی ملتی ہیں کہ مرحوم کی ولادت سہسرام میں ماہ ذی القعد ۱۳۳۶ھ میں ہوئی تھی از روئے تقویم اگست ستمبر ۱۹۱۸ء کے مطابق ہے۔''(۲)

آپ کے والد محترم مولانا ظفرالدین قادری اپنے وقت کے معروف عالم دین اور مصنف تھے آپ کی پچاس سے زیادہ عربی اور اُردو تصانیف ہیں لہذا مختارالدین احمد کو ایک ایسا ماحول میسر آیا جہاں اوڑھنا بچھونا تصنیف و تالیف سے ساتھ عربی فارسی اور اُردو تھا۔ والدہ کا نام رابعہ خاتون تھا جن سے آپ نے اُردو کی ابتدائی تعلیم گھر حاصل کی اور اس کے بعد گاوں کی مکتب میں بھیج دیے گئے۔لیکن جلد ہی والد کے پاس رہنے کے لیے پٹنہ چلے گئے جہاں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ میں حفظ کے درجے میں قرآن پڑھنے لگے یہیں سے مولوی، عالم فاضل اور فاضل حدیث کے امتحانات طلائی تمغے کے اعزاز کے ساتھ پاس کیے۔ عربی تعلیم کے بعد آپ کا ذوق علم آپ کو انگریزی تعلیم کی طرف لے گیا اور محض دو سال میں میٹریکولیشن کرنے کے بعد گیارہویں کے لیے مسلم ہائی سکول پٹنہ میں داخلہ حاصل کیا۔۱۹۴۳ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخل ہوئے اپہلے بی اے کیا پھر مولانا عبدالعزیز میمن کے مشورے سے ۱۹۴۹ء میں ایم اے عربی کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا پھر یہیں پر شعبہ عربی میں تحقیق کی غرض سے ریسرچ میں داخلہ لیا ۱۹۵۲ء میں انھیں پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی علم کی پیاس انھیں کشاں کشاں آکسفورڈ لے گئی جہاں سے انھوں نے ڈی فل کی ڈگری حاصل کی اور واپسی پر آپ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ شعبہ عربی میں اپنی ملازمت جاری رکھی آپ کی مدت ملازمت ۱۹۸۴ء کو پوری ہوئی لیکن چار سالہ توسیع کے بعد ۱۹۸۸ء میں ریٹائر ہوئے اس دوران میں آپ جامعہ کے بہت سے کلیدی عہدوں پر فائز رہے ہے ۳۰ جون ۲۰۱۰ء کو یہ نابغہ روزگار شخصیت دنیا سے رخصت ہو کر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے قبرستان میں ہمیشہ کی نیند سو گئی۔

زمانہ طالب علمی میں ہی مختارالدین احمد غالبیات کے سلسلے میں منفرد نوعیت کے کاموں سے نوادرات غالب اور حیات غالب کے مخفی و نایاب پہلوں کو سامنے لانے کا عزم کر چکے تھے۔ جب وہ ایم اے عربی کے طالب علم تھے تو بحیثیت مدیر علی گڑھ کالج میگزین (۴۹۔۱۹۴۸ء) شمارہ ا جلد ۲۴ مرتب کی اگلے سال انھوں نے عربی ریسرچ سکالر کی حیثیت سے داخلہ لیا تو مذکورہ میگزین کی ادارت پھر آپ کو ہی سونپی گئی اور آپ نے تحقیق و تنقید غالب کے حوالے سے رجحان ساز شمارہ علی گڑھ کالج میگزین (غالب نمبر) جلد ۲۴ شمارہ ۲ شائع کیا جس میں رشید احمد صدیقی، آل احمد سرور، مالک رام، غلام رسول مہر، قاضی عبدالودود، امتیاز علی عرشی، عبادت بریلوی جیسے نابغہ روزگار محققین کے مضامین شامل اشاعت تھے۔اس میگزین نے نقدِ غالب کو ایک نئی راہ دکھائی اس لیے اس میگزین میں شامل مضامین کو مزید اضافوں اور ترامیم کے بعد کتابی شکل دینے کی کاوش کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر گیان چند جین اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

''علی گڑھ میگزین غالب نمبر نے مختار صاحب کے مرتبہ دو اور مجموعوں کو جنم دیا میگزین کی اہمیت کے پیش نظر انجمن ترقی اُردو ہند نے فیصلہ کیا اسے دوبارہ کتابی شکل میں ترمیم و اضافے کے بعد شائع کیا جائے انجمن کے سیکرٹری نے مختار صاحب کو مامور کیا کہ مضامین میں ترمیم اور اضافہ کریں جس کے بعد مجموعہ تین جلدوں میں شائع کیا جائے۔ پہلی جلد احوال غالب میں غالب کی زندگی سے متعلق مضامین ہوں دوسری جلد نقد غالب میں تنقیدی

مضامین ہوں اور تیسری جلد گنجینۂ غالب میں متفرق خطوط اور اشعار وغیرہ۔''(۳)

مختارالدین نے شب و روز کی محنت کے بعد ''احوال غالب'' ترتیب دی اور اس کا اولین ایڈیشن ۱۹۵۳ء میں سامنے آیا جیسا کہ فیصلہ ہوا تھا کہ علی گڑھ میگزین کے مشمولات میں ترامیم و اضافے کیے جائیں گے چنانچہ ''احوال غالب'' میں شامل اٹھارہ مضامین میں سے چھ میگزین سے لیے گئے اور بارہ نئے مضامین کا اضافہ کیا گیا اس تصنیف کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں سامنے آیا جس کے مقدمے میں مختارالدین احمد نے اُس وقت تک غالب پر کیے گئے تمام اہم کاموں کی بھی نشاندہی بھی کردی تھی جو بجائے خود غالب کے تحقیق کاروں کے لیے وسائل تحقیق میں اہم اضافہ ہے۔میگزین کی دوسری جلد ''نقدِ غالب'' کی اشاعت جون ۱۹۵۶ء میں ممکن ہوسکی جس میں ۱۴ مضامین شامل تھے، چار مذکورہ میگزین سے جب کہ دس نیا اضافہ تھے۔تیسری جلد ''گنجینۂ غالب'' شائع نہ ہوسکی۔

اگلی سطور میں نقد غالب کے حوالے سے مختارالدین احمد کے مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے مضامین کا جائزہ لیا جائے گا۔

<u>نوادر غالب</u>: علی گڑھ کالج میگزین جس کا گذشتہ سطور میں ذکر ہوا اس میں مختارالدین احمد کا مضمون نوادر غالب کے عنوان سے شائع ہوا اس عنوان کے تحت مختارالدین آرزو نے وہ تحریریں کھوج نکالیں جو نایاب تھیں، نہ ہی ان کا ذکر غالب کے دیوان یا نثری مجموعہ میں ملتا ہے اور نہ ہی اس وقت تک یہ کہیں شائع ہوئی تھیں مختارالدین احمد نے یہ تحریریں قدیم مطبوعہ کتب، شعرا کے تذکروں اور قلمی بیاضوں کی ورق گردانی کے بعد حاصل کی تھیں اگر مختارالدین آرزو اس قدر محنت اور ریاضت کے بعد انھیں منظر عام پر نہ لاتے تو شاید یہ اب تک گُم نام ہوچکی ہوتیں۔اس مضمون میں چار اُردو خطوط کا ذکر ہے۔ایک خط حسین مرزا معین الدولہ (ذوالفقارالدین حیدر) کے نام ہے اور اہم بات یہ کہ اس خط کو بخطِ غالب ہی شائع کیا گیا ہے اس لیے اس کی مزید تفصیل نہیں دی گئی۔باقی خطوط کے متن کی کتابت نوکر کے مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے یہ تین خط بالترتیب قاضی نورالدین حسین فائق، صاحب عالم اور جلال الدین حسین (صوفی منیری) کے نام ہیں اس کے بعد غالب کی نایاب تحریروں کا احاطہ اس طرح کیا گیا ہے۔

- دیباچہ رقعاتِ غالب اور خاتمہ رقعاتِ غالب کے عنوان سے غالب کی مرتّب کردہ تصنیف رقعاتِ غالب کی نثری تحریریں۔
- تضمین فارسی کے عنوان سے فارسی مخمس ہے جو کہ قدسی کی نعتیہ غزل کی تضمین ہے۔
- تضمین اُردو کے عنوان سے ایک مخمس جو بہادر شاہ ظفر کی غزل کی تضمین ہے۔
- اشعار کے کسی مجموعہ سے حاصل کی گئی ایک غزل اس میں غالب کا تخلص تھا اس لیے آرزو کا اصرار ہے کہ یہ غالب ہی کی غزل ہے
- غالب کی منظوم تصنیف ''قادر نامہ'' سے اخذ شدہ دو غزلیں۔
- عمدۃ المنتخبہ اور عیارالشعراء سے اخذ شدہ، فردیات کے عنوان سے غالب کے سولہ مختلف اشعار۔

<u>سرّ غالب در حدیث دیگراں</u>: منفرد نوعیت کا یہ مضمون احوال غالب میں صفحہ ۳۴ سے ۷۷ شائع ہوا اس میں مختار الدین احمد نے کچھ ایسے لوگوں کے ملفوظات اور بیانات کو جمع کیا ہے جن کو غالب سے بالمشافہ ملنے اور قریب سے دیکھنے کا موقع ملا

اور انھوں نے غالب کی شخصیت اور وضع قطع کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے گویا اس مضمون میں مختار الدین احمد غالب کی وضع قطع کی مستند تفصیلات سامنے لائے ہیں۔اس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

- غلام غوث بے خبر کے خط سے ایک اقتباس، جس میں بے خبر نے مرزا غالب سے اپنی ملاقات کا احوال لکھا ہے۔
- میر سہیل حسینی کے مضمون ''غدر سے پہلے'' کا اقتباس جس میں انھوں نے دعویٰ کیا کہ انھوں نے غالب کو اپنے بچپن میں دیکھا تھا اور غالب کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے ''رنگ گورا تھا، داڑھی کترواں تھی، بال ترشوائے قامت قوی الجثۃ تھے''۔
- حضرت غوث علی شاہ قلندر کا مرزا غالب کے متعلق بیان، جس میں مرزا کی خوراک کی تفصیل، رجب علی بیگ کی مرزا سے ملاقات کا ذکر اور فسانۂ عجائب کے حوالے سے دلچسپ مکالمہ، چند اشعار اور ایک غزل نقل کی ہے۔
- شیخ محمد ریاض الدین کے سفرنامے "سیر دہلی" کے وہ حصے نقل کیے ہیں جن میں مرزا سے ملاقات کا احوال درج ہے اس ملاقات کے دوران میں جو گفتگو ہوئی اور مرزا کے جو فارسی واُردو غزلیں ریاض الدین کو سنائیں وہ حصہ بھی اس مضمون میں نقل کیا گیا ہے اس ملاقات کی تاریخ ۲۶ جولائی ۱۸۶۰ درج کی گئی ہے۔اس کے بعد دوسری ملاقات جو یکم اگست ۱۸۶۰ء کو کی گئی اس کا احوال ''سیر دلی'' سے نقل کیا گیا ہے۔
- خواجہ عزیز الدین لکھنوی نے ۱۲۸۰ھ میں کشمیر جاتے ہوئے دلی میں غالب سے ملاقات کی اس سفر اور ملاقات کی روداد انھوں نے فارسی مثنوی ''گلگشت کشمیر'' اور نثر میں ایک عبارت میں تحریر کی اس ملاقات کی روداد مختلف کتب اور رسالہ ادیب میں مختصراً بیان کی گئی ہے خواجہ عزیز نے جس طرح غالب کے ضعف کی تصویر کشی کی ہے مختار الدین احمد نے اسے نقل کیا ہے:

> ''ہم نے سلام کیا لیکن بہرے اس قدر تھے کہ ان کے کان تک آواز نہ گئی۔۔۔غالب نے چارپائی کی پٹی کے سہارے سے کروٹ بدلی اور ہماری طرف دیکھا۔۔۔بہ مشکل چارپائی سے اتر کر فرش پر بیٹھے۔۔۔قلم دان اور کاغذ سامنے رکھ دیا اور کہا آنکھوں سے کسی قدر سوجھتا ہے لیکن کانوں سے بالکل سنائی نہیں دیتا۔'' (۴)

اس ملاقات کے حوالے سے مختار الدین آرزو نے چند شواہد کی وجہ سے خواجہ عزیز کے بعض بیانات کو شک کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

- جلوۂ خضر میں صفیر بلگرامی نے غالب کا جو احوال لکھا ہے مختار الدین احمد نے اسے سب سے اہم اور تفصیلی قرار دیتے ہوئے نقل کیا ہے۔صفیر بلگرامی کے غالب سے ملاقات کے اس احوال کو قاضی عبدالودود نے بھی رسالہ اُردو میں اپنی تمہید سے ساتھ اس عنوان سے پیش کیا ہے ''مولف کا دہلی جانا اور حضرت غالب سے شاگردی کی خلعت پانا''۔صفیر بلگرامی نے اپنے بیان میں مرزا کی آموں سے رغبت اور خوراک کی تفصیل بھی دی ہے:

<u>**غالب اور مفتی میر عباس:**</u> پروفیسر مختار الدین احمد کا یہ مضمون رسالہ آج کل دہلی شمارہ ۱۳، جلد ۱۹، اگست ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا۔اس میں آپ نے غالب اور مفتی میر عباس کے مکتوبات کی روشنی میں دونوں کے تعلقات کا جائزہ لیا ہے۔

مرزا غالب کی تصویریں: غالبیات کے سلسلے میں مختار الدین آرزو کا یہ انتہائی منفرد کام ہے۔ یہ مضمون رسالہ آج کل

دہلی کے شمارہ ۷ جلد ۱۰ فروری ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا بعدازاں یہی مضمون نسبتاً زیادہ تفصیل اور تصاویر کے ساتھ احوالِ غالب مطبوعہ انجمن ترقی ہند علی گڑھ جون ۱۹۵۳ء میں میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں مختار الدین احمد نے مختلف مطبوعہ تصاویر کو دلائل سے مستند یا مشکوک قرار دیا ہے۔ سب سے پہلے تصویر ''مندرجہ کلیات غالب'' کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

''اس اشاعت (مرزا کا فارسی کلام) کے بعد مرزا نے اپنا کلیات مرتب کیا اور اس میں بعد کا کلام بھی داخل کر لیا۔ یہ مطبع نول کشور میں جون ۱۸۶۳ء سے پہلے چھپ چکا تھا لیکن تصویر تیار نہ ہونے کی وجہ سے اس کی اشاعت روک دی گئی تھی آخر ۳ جون ۱۸۶۳ء کے اودھ اخبار میں یہ اعلان شائع ہوا: 'بہ وجہ عدم تیاری تصویر جناب مرزا موصوف کلّیات بہ خدمت شائقان تقسیم ہونا ملتوی تھا اب تیار ہو گئی' اس اشاعت میں مرزا کے زائچہ ولادت کے علاوہ یہ تصویر بھی (جو لیتھو پر چھاپی گئی ہے) موجود ہے۔ اس میں وہ درباری لباس میں پیچ دار پگڑی باندھے کھڑے ہیں۔ ہاتھ میں ایک تحریر ہے اور انداز مجموعی ایسا ہے جیسے وہ دربار میں اپنا قصیدہ سنا رہے ہوں۔ یہ کلیات مرزا کی زندگی میں شائع ہوا تھا اور وہ اس کی اشاعت کے ہر ہر مرحلے: کتابت، طباعت، تصحیح، جزو بندی وغیرہ سے ذاتی طور پر واقف رہے تھے۔ اس لیے اس تصویر کے مصنوعی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بہت ممکن ہے یہ تصویر خود انھوں نے فراہم کی ہو۔'' (۵)

ان داخلی اور خارجی شواہد کی بنا پر مختار الدین احمد مرزا غالب کی وفات سے چھ سال قبل شائع ہونے والی اس تصویر کو اصل اور مستند قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد ''تصویر قلعہ معلیٰ'' کا ذکر ہے جو مرزا نے بہادر شاہ ظفر کی نذر کی تھی اس تصویر کا ذکر غالب نے میاں داد سیاح کے نام ایک خط میں بھی کیا ہے:

''صاحب! کیوں اس بڑھاپے میں تصویر کے پردے میں کچھا کچھا پھروں۔۔۔ دیکھو ایک جگہ میرے تصویر بادشاہ (بہادر شاہ ظفر) کے دربار میں کھچی ہوئی ہے۔'' (۶)

جب قلعے پر انگریز قابض ہو گئے تو اس کے ایک حصے میں عجائب خانہ بنا کر نوادر بہادر شاہ ظفر کے ساتھ یہ تصویر بھی محفوظ کر دی گئی، جسے بعد ازاں مولوی عبدالحق نے رسالہ اُردو اپریل ۱۹۲۹ء کے ایڈیشن میں اور اس کا مکبر وقار عظیم نے فروری ۱۹۴۹ء میں رسالہ ماہ نو میں شائع کیا۔ اس تصویر کے نیچے درج ہے ''شبیہ حضرت غالب دہلوی''۔ یہ تصویر بھی چونکہ داخلی شواہد کی بنا پر مستند ہے لہٰذا مختار الدین احمد نے اسے معتبر و مستند قرار دیا ہے۔ اس تصویر میں غالب گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے حقّے کی نے پکڑے بیٹھے ہیں۔

تیسری تصویر جس کا ذکر مختار الدین احمد نے کیا ہے وہ ''کتب خانہ حبیب گنج'' کی ہے۔ مختار الدین نے اس تصویر کو بھی مستند قرار دیا ہے اور داخلی شواہد سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہ تصویر نواب صدر یار جنگ نے دہلی سے ۲۵ روپے میں خریدی تھی، چوتھی تصویر کے حوالے سے مختار الدین کا کہنا ہے کہ یہ تصویر بھی اصل ہے اور مصور کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ عکسی ہے اس تصویر کے حوالے سے آپ نے اکمل الاخبار کی اشاعت ۲۸ مئی ۱۹۶۸ء میں مرزا کی اس تصویر کے حوالے سے ایک اشتہار کا متن دیا ہے جو اس طرح ہے ''شبیہ مبارک جناب معلیٰ الالقاب نجم الدولہ۔ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب بہادر نظام جنگ غالب مدّ

ظلہ العالی‘‘ بقول مختارالدین احمد غالب کی یہی تصویر دیوان غالب نظامی ایڈیشن، نکات غالب مرتبہ نظامی بدایونی، تاریخ اُردو مترجمہ مرزا عسکری (حصہ نظم) میں شائع ہوئی۔ رسالہ آج کل کے بعد جب یہ مضمون احوال غالب میں شائع ہوا تو مختارالدین احمد اس تصویر کے اصل ہونے کے حوالے سے مزید شواہد اکٹھے کر چکے تھے۔اس کے بعد مختارالدین ایک ایسی فوٹو کا ذکر کرتے ہیں جس میں غالب قیمتی اور منقش عبا زیب تن کیے ہوئے ہیں۔اس کو بھی مختارالدین احمد مستند اور اصل مانتے ہیں رسالہ آج کل کے بعد احوال غالب میں جب یہ مضمون شائع ہوا تو غالب مزید شواہد اکھٹے کر چکے تھے کہ اس تصویر میں بعد ازاں رنگ آمیزی کر کے برلن سے شائع کیا گیا۔ رسالہ آج کل میں مختارالدین احمد نے مذکورہ بالا تصاویر کو ہی اصل اور مستند قرار دیا لیکن بعد ازاں جب یہ مضمون احوال غالب میں شائع ہوا تب تک آپ مزید کچھ مستند تصاویر کا کھوج لگا چکے تھے۔ان میں تصویر نسخہ حمیدیہ، مولوی عبدالحق کے پاس موجودہ قلمی تصویر، تصویر کتب خانہ اشرافیہ بانکی پور، تصویر یادگار غالب اور تصویر کلیات غالب شامل ہیں۔ رسالہ آج کل کے اس مضمون میں مختارالدین احمد نے جن تصاویر کو جعلی قرار دیا ہے ان میں شرح کلام غالب (عبدالباری آسی)، نگار غالب نمبر کی تصویر، تاریخ ادب اُردو مترجمہ مرزا عسکری (حصہ نثر)، رسالہ آج کل ۱۵ اگست ۱۹۴۹ء اور ماہ نو فروری ۱۹۵۰ء میں شائع ہونے والی تصاویر شامل ہیں۔اس مضمون کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں مختارالدین احمد نے مختلف شخصیات کے اُن خطوط و رقعات کو بھی جمع کیا ہے جن میں غالب نے اپنی تصاویر بھیجی تھیں۔ان شخصیات میں نواب کلب علی خان، شیو نرائن، آرام، سید عالم علی خان، سید احمد حسن مودودی اور میاں دادخان سیاح شامل ہیں۔اس کے بعد ان رقعات کا بھی ذکر ہے جن میں غالب نے اپنی تصاویر کے حوالے سے کچھ لکھا، ان میں خطوط بنام سیاح، مجروح اور شیو نرائن شامل ہیں۔

مرزا غالب سے ایک ملاقات: مختارالدین احمد کا یہ مضمون جوش ملیح آبادی کی ادارت میں شائع ہونے والے مجلّے ’’آج کل‘‘ دہلی کے شمارہ ۷، جلد ۱۱، فروری ۱۹۵۳ء میں صفحہ ۱۲ تا ۱۵ شائع ہوا۔اس میں انھوں نے شیخ ریاض الدین کے سفر نامے ’’سیرِ دہلی‘‘ میں سے مرزا غالب سے ان کی ملاقات کا تفصیلی احوال نقل کیا ہے۔ان ملاقاتوں کی تفصیل گذشتہ سطور میں آچکی ہے۔

در مدح غالب می گوید: غالبیات کے تناظر میں لکھا گیا یہ مضمون آل احمد سرور کی ادارت میں شائع ہونے والے ہفت روزہ ’’ہماری زبان‘‘، علی گڑھ کے شمارہ ۲۳، جلد ۱۶، ۱۵ جون ۱۹۵۷ء کے صفحہ ۷ (بقیہ ص ۱۰) میں شائع ہوا اس میں آپ نے منشی بال مکند کی مثنوی ’’لختِ جگر‘‘ سے غالب کی مدح میں کہے گئے ۱۴۸ اشعار مع منشی بال مکند بے صبر کے تعارف کے نقل کیے ہیں۔ مختارالدین احمد کی تحقیق کے مطابق ۱۲۵۲ھ میں لکھی گئی اس مثنوی کی اصلاح غالب نے خود کی تھی اور یہ ۱۲۸۸ھ میں مطبع خورشید جہاں تاب سے شائع ہوئی۔دلچسپی کے لیے دو اشعار نقل کیے جا رہے ہیں:

عہد اپنے کا ہے امیر خسرو   ہندی رہ فرس کا ہے رہ رو
ہے غلغلہ جس کا اصفہاں میں   ناطق ہے وہ فارسی زباں میں(۷)

متفرقاتِ تفتہ (کچھ منشی ہرگوپال تفتہ کے بارے میں): غالبیات کے حوالے سے مختارالدین احمد کا یہ مضمون مجلّہ غالب نامہ، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی، شمارہ ۱، جلد ۵، جنوری ۱۹۸۴ء، صفحہ ۹ تا ۲۱ پر شائع ہوا۔مذکورہ مضمون کی اشاعت سے کوئی بیس برس قبل کسی اخبار یا رسالے میں غالب کے عزیز شاگرد ہرگوپال تفتہ کے بارے میں ایک قلمی بیاض سے کچھ معلومات شائع ہوئی تھیں جن کے نوٹس آپ نے لیے تھے۔تفتہ کے حوالے سے مزید تحقیق کے بعد اس میں اضافے کر کے یہ مضمون شائع ہوا۔ مضمون کے آغاز میں بیاض کا تعارف اس طرح کرواتے ہیں:

''حیدر آباد کے ایک ممتاز اور علمی خانوادے کے ایک فرد جنات خوشتر بلگرامی کے پاس مخطوطات ومطبوعات کا قیمتی ذخیرہ ہے اس میں ایک قلمی بیاض بھی ہے جو منشی دیا نند بھٹنا گر کی مرتب کی ہوئی ہے تعداد صفحات ۱۳۱ ہے جس میں سے ۸۲ لکھے ہوئے اور باقی سادہ ہیں۔'' (۸)

غالب کے حوالے سے اس مضمون میں جو اہم مفید اور مستند معلومات نقل کی گئی ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں۔ مرزا غالب کے مکتوبات الیہان کے مکاتیب بنام غالب کی فہرست، مرزا غالب کے نام تفتہ کے دو خطوط اور غالب کی وفات پر تفتہ کا اُردو قطعہ بھی نقل کیا گیا ہے جو خاصے کی چیز ہے۔ مضمون کے آخری حصے میں غالب کے ان دو فارسی خطوط کا ذکر ہے جنھیں نثار احمد فاروقی نے دریافت کیا تھا جو بعد ازاں ان کے مجموعہ مضامین ''تلاش غالب'' میں شائع ہو گئے تھے۔ مضمون کو مفید اور مفصل حواشی سے مزین کر کے مختار الدین احمد نے اضافی معلومات فراہم کی ہیں۔

کچھ غالب کے بارے میں: غالبیات کے حوالے سے مختار الدین کا یہ مضمون غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی کے مجلّہ ''غالب نامہ'' کے شمارہ ۲، جلد ۹، جولائی ۱۹۸۸ء صفحہ ۲۱۹ تا ۲۳۹ شائع ہوا تھا۔ اس میں مختار الدین احمد نے قاضی عبدالودود کے سینکڑوں خطوط میں سے ان کو علیحدہ کر کے نقل کیا ہے جن میں غالب کے حوالے سے مستند و معتبر معلومات کا ذکر کیا گیا تھا۔ کل سات خطوط میں سے تین ڈاکٹر عبدالستار صدیقی دو شیخ محمد اکرم اور دو اکبر علی عرشی کے نام ہیں۔ یہ خطوط مختار الدین نے مختلف شخصیات سے رابطے کر کے حاصل کیے اور مضمون میں ضروری حواشی کے ساتھ نقل کیے۔

کچھ سیاح شاگرد غالب کے بارے میں: آپ کا یہ مضمون غالب نامہ، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی، شمارہ ۱، جلد ۱۰ جنوری ۱۹۸۹ء میں صفحہ ۲۵ تا ۶۴ شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کی ابتدا ایک دل چسپ انکشاف سے ہوتی ہے۔ مختار الدین احمد زبان زد عام شعر ''قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو، خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو'' کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ شعر غالب کے معروف تلمیذ اور دوست میاں داد خان سیاح اورنگ آبادی کا ہے، بنیادی طور پر اس مضمون میں سیاح کے غالب سے تعلقات اور سیاح کی تصانیف کا تذکرہ و تعارف ہے۔ اس کے علاوہ اس میں قاضی عبدالودود کی تحریریں اور خطوط بھی پیش کیے گئے ہیں جو سیاح کی زندگی کے مختلف گوشے سامنے لاتی ہیں۔ غالبیات کے تناظر میں جو چیز اس مضمون کو منفرد اور اہم بناتی ہے وہ غالب اور سیاح کے گہرے تعلقات کا بیان ہے جسے مختار الدین احمد نے مکاتیب غالب کی روشنی میں واضح کیا ہے۔

غالبیات کے حوالے سے مختار الدین احمد کا ایک اور تاریخ ساز کام غالب کے اُردو اور فارسی خطوط کی دریافت ہے جو نایاب تھے ان خطوط کی دریافت کا سہرا آپ کے سر ہے۔ مختار الدین احمد نے یہ خطوط مختلف رسائل اور جرائد میں مضامین کے ساتھ پیش کیے۔ ان خطوط کی تعداد ۲۱ ہے۔

تفتہ کی تضمینِ گلستاں: مختار الدین احمد کا یہ مضمون مجلّہ غالب نامہ، غالب انٹی ٹیوٹ، نئی دہلی کے شمارہ ۱، جلد ۱۱ جنوری ۱۹۹۰ میں صفحہ ۹۱ تا ۱۰۲ شائع ہوا تھا۔ بنیادی طور پر یہ مضمون تفتہ کی تین منظوم کتب میں سے ایک تضمین گلستان کے حوالے سے ہے جس میں انھوں نے سعدی کے ان تمام فارسی اور عربی اشعار کی تضمین کی ہے جو گلستان میں آئے تھے۔ اس تصنیف میں مدح غالب میں بھی شعر تحریر کیے گئے تھے تو کیسے ممکن تھا کہ مختار الدین احمد جیسا محبِّ غالب اس کو تلاش کر کے شائع نہ کرتا۔ اس مضمون میں آپ نے مذکورہ اشعار بھی تقل کیے ہیں اور تفتہ کے نام مرزا کا ایک خط بھی نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفتہ نے اس

تضمین کے کچھ نسخے ایران بھجوانے کا قصد بھی کیا تھا۔

غالب اور قاضی عبدالودود: غالبیات کے سلسلے کا یہ اہم اور ضخیم مضمون مجلّہ غالب نامہ، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، شمارہ ا جلد ۱۶، جنوری ۱۹۹۵ء میں صفحہ ۱۱ تا ۶۶ شائع ہوا۔ محققین کے لیے یہ مضمون اس لیے اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں مختار الدین احمد نے قاضی عبدالودود کے غالبیات پر کیے گئے کام کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور اپنی رائے اور تجزیے سے اس کی افادیت میں اضافہ بھی کر دیا ہے اس مضمون کی خاصے کی چیز قاضی عبدالودود کے ایک غیر مطبوعہ مقالے ''غالب اور عروض'' کا عکس ہے۔ اس کے علاوہ مضمون نگار نے قاضی صاحب کے غالبیات کے حوالے سے ان تحریروں کی فہرست بھی پیش کر دی ہے جو رسالہ معیار میں کالم ''غالب'' کے تحت شائع ہوئی تھیں ان کی تعداد ۱۳ ہے۔

غالب کا ایک معاصر (نواب امیر حسن خان بسمل): مختار الدین احمد کا یہ مضمون غالب نامہ (غالب کا دوسوسالہ جشن ولادت نمبر)، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، شمارہ ا جلد ۱۹، جنوری ۱۹۹۸ء میں صفحہ ۱۰۱ تا ۱۶۵ شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں غالب کے ایک معاصر نواب امیر حسن خان بسمل کا مفصل تعارف دیا گیا ہے۔ ان کی تصانیف اور آخر میں فارسی دیوان کی کچھ صفحات کا عکس ہے۔ حواشی نے مضمون کی اہمیت کو دو چند کر دیا ہے۔

غالب کی ایک کم یاب تصنیف تیغ تیز: غالبیات کے سلسلے میں لکھا گیا یہ مضمون رسالہ غالب کراچی ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا اس میں مندرجہ ذیل امور کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

- ابتدا میں محمد حسین تبریزی کی فارسی لغت ''برہان قاطع'' کی غلطیوں کے ذکر کے ساتھ غالب کی ''قاطع برہان'' کا تذکرہ ہے۔
- مارہروی کے نام غالب کے ایک خط کو نقل کیا گیا ہے۔
- قاطع برہان کے حوالے سے جو علمی و ادبی حلقوں میں ہل چل مچی۔ اس حوالے سے غالب کی دو تحریروں کا ذکر ہے۔
- غالب کی اس تصنیف کے خلاف جن مصنفین نے کتب تحریر کیں، مختار الدین احمد نے ان کتب اور مصنفین کے نام نقل کیے ہیں۔
- اس تصنیف کے حق میں لکھی گئی تحریروں اور مصنفین کے نام درج کیے گئے ہیں۔
- غالب کی ایک کم یاب تصنیف ''تیغِ تیز'' کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔
- معرکہ قاطع برہان کے حوالے سے اپنا تجزیہ اور تحقیق پیش کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس حوالے سے جو کتابیں تحریر کی گئی ہیں ان میں سے دو ایسی ہیں جو خود غالب نے تحریر کیں لیکن میاں داد سیاح اور عبدالکریم کے نام سے شائع کروائیں۔
- تیغِ تیز کی ۱۶ فصلوں کے تعارف کے بعد چند فصلوں کو نقل کیا ہے۔
- آخر میں اپنے حواشی سے اس مضمون کو محققین کے لیے مزید کارآمد بنا دیا ہے۔

غالبیات کے حوالے سے مختار الدین احمد کا ایک اور تاریخ ساز کام غالب کے اُردو اور فارسی خطوط کی دریافت ہے جو نایاب تھے۔ ان خطوط کی دریافت کا سہرا آپ کے سر ہے۔ مختار الدین احمد نے یہ خطوط مختلف رسائل اور جرائد میں مضامین کے ساتھ پیش کیے۔ ان خطوط کی تعداد ۲۱ ہے۔

آٹھ مکاتیب مجلّہ نقوش ، لاہور، مکاتیب نمبر (جلد اول)، شمارہ ۶۵ ۔ ۶۶ نومبر ۱۹۵۷ء میں صفحہ ۱۰۵ تا ۱۱۰ شائع ہوئے ۔ان کی مختصر تفصیل اس طرح ہے:

بنام چودھری عبدالغفور سرور: یہ خط مختارالدین احمد نے مکتوب الیہ کے ایک عزیز سے حاصل کیا تھا۔اس کا ذکر مذکورہ شمارے کے صفحہ ۱۰۵ پر اس طرح کرتے ہیں ''غالب کا یہ نادر رقعہ راقم نے اُن کے خاندان کے اعزہ سے حاصل کیا ہے''۔جدید اصولوں کو سامنے رکھ کر مرتب کیے گئے''غالب کے خطوط'' مرتبہ خلیق انجم نے مذکورہ بالا اصل خط (بخطِ غالب) شائع کیا ہے۔ اس میں تاریخ ۲۵ ستمبر ۱۸۶۰ء ہے جب کہ نقوش میں (غالباً سہو کاتب کے باعث) تاریخ ۲۵ دسمبر ۱۸۶۰ء لکھی ہوئی ہے۔خلیق انجم نے ماخذ میں مختارالدین احمد کا ہی ذکر کیا ہے گویا اس کی دریافت واشاعت کا سہرا مختارالدین احمد کے سر ہے۔

دوخطوط بنام نواب امین الدین: پہلا خط خلیق انجم کی مرتبہ ''غالب کے خطوط'' جلد دوم کے صفحہ ۶۸۹ جب کہ دوسرا صفحہ ۶۹۲ پر عکسی نقل کی صورت میں موجود ہے۔خلیق انجم سے قبل اس کا نقوش میں شائع ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کی دریافت بھی مختارالدین احمد نے ہی کی تھی۔

بنام محمد زکریا خاں ذکی دہلوی: غالب کے خطوط مرتبہ خلیق انجم جلد دوم میں صفحہ ۷۹۹ تا ۸۰۰ یہ خط شائع کیا گیا ہے اور ماخذ کے طور پر مختارالدین احمد کا ہی نام ہے۔

دوخطوط بنام عزیز اللہ شاہ بقاپوری: یہ دنوں خطوط بھی پہلی مرتبہ مختارالدین احمد ہی مذکورہ بالا شمارہ ''نقوش'' میں منظر عام پر لائے۔اس بات کا ذکر اس شمارے کے صفحہ ۱۰۸ پر اس طرح کرتے ہیں ''یہ دونوں رقعے غالب کے رقعات کے کسی مجموعے میں اب تک شائع نہیں ہوئے''۔یہ دونوں خطوط ''غالب کے خطوط'' مرتبہ خلیق انجم (جلد چہارم) میں صفحہ ۱۴۴۵ تا ۱۴۴۶ شائع کیے گئے ہیں۔اس کے ماخذ کے حوالے سے خلیق انجم نے عزیز کی تصنیف ''پنج رقعہ'' اور اپنی تصنیف ''غالب کی نادر تحریریں'' کا حوالہ دیا ہے۔چوں کہ پنج رقعہ کا حوالہ مختارالدین نے بھی دیا ہے اور ''غالب کی تحریریں'' ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی لہٰذا ان دونوں مکاتیب کی دریافت میں اولیت مختارالدین احمد کو ہی حاصل ہے۔

بنام نامعلوم: یہ خط بھی نقوش کی مذکورہ بالا شمارے میں پہلی مرتبہ مختارالدین احمد کے توسط سے شائع ہوا لیکن اس میں ماخذ اور مکتوب الیہ کا ذکر نہیں ہے، خلیق انجم نے مکتوب الیہ کے طور پر مولانا محمد نعیم الحق آزاد کا نام دیا ہے اور ماخذ میں ''نقوش'' خطوط نمبر جلد اوّل شمارہ ۹، ۱۰ اپریل ۱۹۶۸ء صفحہ ۴۲۱ درج ہے لیکن ظاہر ہے یہ خط اس سے پہلے ''نقوش'' ہی کے ۱۹۵۷ء والے شمارے میں مختارالدین احمد پیش کر چکے تھے لہٰذا زمانی تقدیم کے اعتبار سے اس خط کی دریافت واشاعت کا سہرا مختارالدین احمد کے سر ہی جاتا ہے۔

بنام نواب علاؤالدین خان علائی: نقوش کے مکاتیب نمبر (جلد اوّل)، شمارہ ۶۵ ۔ ۶۶ نومبر ۱۹۵۷ء کو مکمل حالت میں یہ خط مختارالدین کے توسط سے پہلی مرتبہ منظر عام پر آیا اور مذکورہ شمارے میں حاشیے میں مختارالدین نے جو معلومات دی ہیں۔ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط اس سے قبل نامکمل صورت میں مکاتیب غالب مرتبہ مہر طبع دوم میں شائع ہوا تھا۔''غالب کی خطوط'' مرتبہ خلیق انجم جلد اوّل کے صفحہ ۳۸۸ تا ۳۹۰ میں اس مکتوب کی تحریر کی عکسی نقل کے ساتھ ساتھ لفافے کا عکس بھی شائع کیا گیا ہے اور داخلی شہادتوں سے اس خط کا سن تحریر ۱۸ جون ۱۸۶۲ء متعین کیا گیا ہے۔

بنام قاضی نورالدین حسین فائق: فائق کے تذکرے ''مخزن الشعراء'' سے اخذ شدہ یہ خط مختارالدین احمد نے پہلی مرتبہ علی گڑھ میگزین (غالب نمبر) ۴۹ ۔ ۱۹۴۸ء میں متعارف کروایا۔ ''غالب کے خطوط'' مرتبہ خلیق انجم (جلد ۴) کے صفحہ ۱۴۷۲ پر یہ

خط موجود ہے اور ماخذ کے حوالے سے مختار الدین احمد کے دیے گئے ماخذ مخزن الشعراء کا ہی ذکر ہے لہٰذا زمانی اعتبار سے اس خط کی دریافت اور اشاعت کا اعزاز مختار الدین احمد کے پاس ہی ہے۔

بنام صاحب عالم مارہروی: یہ خط پہلی مرتبہ مختار الدین احمد نے علی گڑھ میگزین غالب نمبر ۴۹۔۱۹۴۸ء صفحہ ۹۷ میں اپنے مضمون نوادر غالب کے تحت شائع کروایا۔ مختار الدین احمد نے یہ مکتوب صاحب عالم کی خودنوشت بیاض سے لیا تھا۔ غالب کے خطوط (جلد ۳) مرتبہ خلیق انجم کے صفحہ ۱۰۲۱ پر یہ خط موجود ہے اور ماخذ کے طور پر مختار الدین احمد کے مذکورہ مضمون کا ہی ذکر ہے گویا اس خط کی دریافت و اشاعت میں اولیت مختار الدین احمد کو ہی حاصل ہے۔

بنام سید ابو محمد جلیل الدین حسن المعروف شاہ فرزند علی صوفی منیری: اس خط کا تعارف بھی خط مختار الدین احمد نے اپنے مضمون نوادر غالب مشمولہ علی گڑھ میگزین ۴۹۔۱۹۴۸ء میں پہلی مرتبہ کروایا تھا۔ یہ خط غالب کے خطوط جلد ۴ مرتبہ خلیق انجم کے صفحہ ۱۳۱۴ پر موجود ہے اس خط کا سن تحریر انھوں نے داخلی شہادتوں سے ۱۸۶۷ء متعین کیا ہے۔

مکتوب غالب فارسی: علی گڑھ میگزین غالب نمبر (۱۹۶۹ء) میں مختار الدین احمد نے ''آثار غالب'' کے عنوان سے علی گڑھ میں غالب کی تحریروں، تصاویر اور دوسرے نوادر کا تعارف کروایا ہے۔ اسی میں غالب کے ایک مکتوب فارسی کا بھی تذکرہ ہے۔ صفحہ ۳۶ پر رقم طراز ہیں ''یہ غالب کا قدیم ترین خط ہے جواب تک دریافت ہوسکا ہے۔ مکتوب الیہ خداداد خاں اور ان کے بیٹے ولی داد خاں ہیں'' اس مکتوب کے سن تحریر اور اصل ہونے کے حوالے سے محققین میں اختلاف رہا ہے۔ اس مکتوب پر سنِ تحریر ۱۸۰۴ء درج ہے جسے مختار الدین احمد نے مختلف داخلی و خارجی شہادتوں پر رد کیا ہے اور اس اختلاف کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ''جناب مالک رام اسے ۱۸۴۰ء کی تحریر مانتے ہیں اور جناب امتیاز علی عرشی نے ایک زمانہ میں اس خط کے جعلی ہونے کا شُبہ ظاہر کیا تھا۔ ممکن ہے اب یہ ان کی رائے نہ ہو اس لیے کہ اس پر مہر یقیناً غالب ہی کی ہے اور یہ تحریر بھی مرزا کے سواد خط سے بہت مشابہت ہے۔''(۹)

اس مضمون میں اس کے علاوہ چند اور خطوط کا بھی ذکر اور عکسی نقول شائع کی گئی ہیں۔ ان میں میر غلام حسین بلگرامی اور احمد حسن فرقانی کے نام اُردو جب کہ آغا محمد شیرازی کے نام فارسی مکاتیب شامل ہیں۔

پانچ مکاتیب بنام سید فرزند احمد صفیر بلگرامی: یہ پانچ مکاتیب مجلّہ ''نگار'' لکھنؤ کے شمارے جولائی ۱۹۵۲ء میں اپنے مضمون ''غالب کے چند نایاب خطوط'' کے عنوان سے مع حواشی پیش کر کے ان کی دریافت و اشاعت میں اولیت حاصل کی اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ''صفیر شاعر کے علاوہ اُردو کے مشہور مصنّف بھی تھے۔ انھوں نے دو جلدوں میں شعرائے اُردو کا ایک تذکرہ ''جلوۂ خضر'' لکھا ہے۔ اس میں اپنے اساتذہ کے ذکر میں جہاں غالب کا حال درج کیا ہے وہاں غالب کے پانچ خطوط بھی نقل کیے ہیں جو انھوں نے صفیر کو لکھے تھے۔۔۔ یہ خطوط اب تک لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہے ہیں۔ اس لیے نگار میں شائع کیے جاتے ہیں۔''(۱۰)

غالب کے خطوط مرتبہ خلیق انجم جلد ۴ میں یہ خطوط صفحہ ۱۵۷۶ تا ۱۵۸۲ شامل ہیں تاہم انھوں نے اصل ماخذ ''جلوۂ خضر'' کا ہی ذکر کیا ہے لیکن جلد چہارم اور نگار کے اس شمارے کے زمانی بعد کو دیکھیں تو ان کی دریافت و اشاعت مختار

الدین احمد ہی کے نام ہے۔

<u>بنام پیارے لال آشوب</u>: یہ خط مختار الدین احمد نے مولوی غیا الدین کی انشائے اُردو سے حاصل کر کے ماہنامہ ''آج کل'' دہلی کے شمارے مارچ ۱۹۶۷ء میں پیش کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ خط غالب کے کسی قدیم مجموعہ خطوط میں موجود نہیں۔ لکھتے ہیں:

> ''انشائے اُردو جیسا کہ ابھی لکھا گیا پہلا مجموعہ ہے جس میں غالب کے اُردو خطوط ملتے ہیں یہ مجموعہ خود غالب کے عود ہندی کی طباعت پر مقدم ہے اس لیے کہ عود ہندی کی طباعت ۲۷ اکتوبر ۱۸۶۸ء کو مکمل ہوئی اور زیر نظر مجموعے کی ۱۸۶۶ء میں اس میں مرزا کے گیارہ خطوط ہیں جن میں پہلا خط عود ہندی یا اردوئے معلیٰ یا کسی اور قدیم ماخذ میں نہیں مل سکا۔'' (۱۱)

خلیق انجم کی مرتبہ ''غالب کے خطوط'' جلد ۲ کے صفحہ ۷۹۵ پر یہ خط موجود ہے البتہ انھوں نے ماخذ میں اصل ماخذ ''انشائے اردو'' کا ذکر کیا ہے لیکن زمانی اولیت کی وجہ سے یہ خط مختار الدین نے ہی دریافت وشائع کیا ہے۔

<u>تین خطوط بنام نواب کلب علی خان (والئی رام پور)</u>: رسالہ ''آج کل'' دہلی شمارہ ۱۰، جلد ۱۰، مئی ۱۹۵۲ء میں ایک مضمون ''غالب کے تین غیر مطبوعہ خطوط'' کے تحت یہ مکاتیب مع تجزیہ مختار الدین احمد منظر عام پر لائے۔

مختار الدین احمد نے بعض ایسے مضامین بھی تحریر کیے جن میں غالب کے نایاب اور غیر مطبوعہ خطوط کے ساتھ ساتھ غالب کی دیگر نایاب تحریروں اور نوادرات کا تعارف پیش کر کے غالبیات کی بہت سی گم شدہ کڑیوں کا سراغ لگایا جو اگر سامنے نہ آتیں تو امتدادِ زمانہ کے ہاتھوں ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتیں آئندہ سطور میں ایسے میں ایسے ہی مضامین کا تعارف کروایا جائے گا۔

<u>فغانِ بےخبر میں غالب کا ذکر</u>: مختار الدین احمد کا یہ مضمون ماہنامہ ''آج کل'' دہلی (غالب نمبر) جلد ۱۶، شمارہ ۷، فروری ۱۹۵۸ء میں صفحہ ۱۶ تا ۲۲ شائع ہوا۔ غلام غوث بےخبر نے اپنی تصنیف ''فغانِ بےخبر'' میں متعدد حوالوں سے ذکر غالب کیا ہے۔ مختار الدین احمد نے اس بکھرے ہوئے ذکر کو اکٹھا کر کے اس مضمون کی صورت میں مرتّب کر دیا ہے۔ ان میں غالب کے چند اشعار، غالب کے احباب یا تلامذہ کے نام جن سے بےخبر کی خط وکتابت تھی۔ غلام غوث بےخبر کے خط جو مرزا غالب کو انھوں نے تحریر کیے ان خطوط کی اشاعت کی بہت بڑی اہمیت یہ ہے کہ اگرچہ یہ خطوط بےخبر کے مجموعہ نثر فغان بےخبر میں شائع ہو چکے تھے تاہم یہ مجموعہ نایاب تھا اور مختار الدین احمد کی وساطت سے حیات غالب سے جڑی یہ اہم کڑی سامنے آئی۔

<u>غالب کا ایک غیر مطبوعہ خط اور چند اصلاحیں</u>: مختار الدین احمد کا یہ مضمون ماہنامہ ''آج کل'' دہلی کے شمارہ ۷، جلد ۱۳، فروری ۱۹۵۵ء میں صفحہ ۳ تا ۶ شائع ہوا مختار الدین احمد اس مضمون میں اطلاع دیتے ہیں کہ:

> ''ایک دن مجھے غیر متوقع طور پر سرور (چوہدری عبدالغفور سرور) کا ایک قصیدہ اور آٹھ نو قطعات خود ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ملے تو بڑی مسرت ہوئی اور یہ مسرت اس وقت اور بھی بڑھ گئی جب ان اشعار پر غالب کے قلم کی اصلاح اور ان ہی صفحات کے ایک گوشے پر غالب کا ایک خط سرور کے نام لکھا ہوا پایا۔'' (۱۲)

اس مضمون میں مرزا غالب کے مذکورہ خط کا متن بھی دیا گیا ہے۔ مرزا غالب کے سوادِ تحریر پر مشتمل اس مضمون کا ماخذ ایک نوادو کی حیثیت رکھتا ہے جسے مختار الدین احمد نے متعارف کروایا۔

<u>مرزا غالب کی ایک اُردو تقریظ</u>: یہ مختصر مضمون مدیر نے نام ایک مکتوب کی حیثیت رکھتا ہے جو انجمن ترقی اُردو ہند کے

ترجمان ہفتہ وار اخبار ہماری زبان کے شمارہ ۱۹ جلد ۲۶، مدیر آل احمد سرور، ۱۵ مئی ۱۹۶۷ء کے صفحہ ۵ شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے اسی اخبار کے ۲۲ اپریل ۱۹۶۷ء کے شمارے میں شائع ہونے والے ویریندر پرشاد سکسینہ بدایونی کے مضمون ''مرزا غالب کی ایک اُردو تقریظ'' کے جواب میں کچھ مغالطے دور کیے۔ ویریندر پرشاد سکسینہ بدایونی نے تحریر کیا تھا کہ غالب کی یہ تقریظ ان کے کسی نثری مجموعے میں شامل نہیں مختارالدین احمد نے اس دعویٰ کو رد کرتے ہوئے وضاحت کر دی کہ یہ تقریظ اردوئے معلیٰ حصہ دوم، مطبع شیخ مبارک علی، لاہور، ۱۹۳۰ء کے صفحہ ۳۵۰ پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ انتخاب عالیہ میں بھی موجود ہے۔ اس سینہ صرف مختارالدین احمد کی غالبیات پر گہری نظر کا پتا چلتا ہے بلکہ انھوں نے ایک تاریخی مغالطے کو فروغ پانے سے پہلے ہی درست کر دیا۔

<u>غالب کی بعض تصانیف کے بارے میں (تعارف و جائزہ):</u> غالبیات کے تناظر میں لکھا گیا مختارالدین احمد کا یہ طویل مضمون مجلّہ غالب نامہ (نئی دہلی) جلد ۱۳، شمارہ ۲، جولائی ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۲۶۵ تا ۲۹۲ شائع ہوا۔ اس مضمون کا تعارف اس طرح کرواتے ہیں:

> ''غالب کی بعض تصانیف کے بارے میں غالبیات کے سلسلے میں ان (کالی داس گپتا رضا) کی پندرھویں تصنیف ہے جس کے مطالعے کا اتفاق اب ہوا یہ ان کے دس مضامین کا مختصر سا مجموعہ ہے جس پر ہر کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کی مثل صادق آتا ہے۔ ان سارے مضامین کا تعلق غالب کی کسی نہ کسی تصنیف سے ہے یہاں ان مضامین کا تعارف اور تفصیلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔'' (۱۳)

مختارالدین احمد کے غالبیات پر مضامین سے جہاں حیات غالب سے جڑے بہت سے گم نام گوشے، غالب کے نایاب رقعات و دیگر تحریریں سامنے آئیں وہیں تصاویر غالب جیسے کئی موضوعات پر تاریخی مغالطے بھی دور ہوئے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مختارالدین احمد کو بطور ماہر غالبیات وہ مقام دیا جائے جس کا اپنے منفرد کام سے انھوں نے خود کو حق دار ثابت کیا ہے اور یہ کہ مختلف رسائل و جرائد میں بکھرے حیات غالب کے ان گوشوں کو از سرِ نو مرتّب کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

حوالہ جات

۱۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، ڈاکٹر مختارالدین احمد بحیثیت محقق، مشمولہ: نذر مختار، مرتبہ: مالک رام، نئی دہلی: مجلس نذر مختار، ستمبر ۱۹۸۸ء، ص:۵

۲۔ حنیف نقوی، پروفیسر، پروفیسر مختارالدین احمد، مشمولہ: ہماری زبان، ہفت روزہ، جلد ۶۹، شمارہ ۳۵، (ایڈیٹر: خلیق انجم)، نئی دہلی: انجمن ترقی ہند، ۱۵ تا ۲۱ ستمبر ۲۰۱۰ء

۳۔ گیان چند، ڈاکٹر، ڈاکٹر مختارالدین احمد بحیثیت محقق، مشمولہ: نذر مختار، مرتبہ: مالک رام، ص:۵

۴۔ مختارالدین احمد، ڈاکٹر، احوال غالب، ص:۵۴

۵۔ مختارالدین احمد، ڈاکٹر، احوال غالب، علی گڑھ: انجمن ترقی اُردو (ہند)، جون ۱۹۵۳ء، ص:۱۴۔۲۱۳

۶۔ مرتضیٰ حسین فاضل، مدون: اردوئے معلیٰ، حصہ اول، جلد اول، لاہور: مجلس ترقی ادب، صدی ایڈیشن، طبع اول، ۱۹۶۹ء، ص:۵۰

۷۔ مختارالدین احمد، در مدح غالب می گوید، مشمولہ: ہماری زباں، ہفت روزہ، شمارہ ۲۳، جلد ۱۶، علی گڑھ، ۱۵ جون ۱۹۵۷ء، ص:۱۰

۸۔ غالب نامہ، شمارہ ۱، جلد ۵، نئی دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، جنوری ۱۹۸۴ء، ص:۹

۹۔ مختارالدین احمد، آثار غالب، مشمولہ: علی گڑھ میگزین (غالب نمبر)، (ایڈیٹر: بشیر بدر)، ۱۹۶۹ء، ص:۳۷

۱۰۔ مختارالدین احمد، غالب کے چند نایاب خطوط،مشمولہ: نگار، جلد۶۲ ،شمارہ ا ، (مدیر: نیاز فتح پوری)، جولائی ۱۹۵۲ء،ص:۲۵

۱۱۔ مختارالدین احمد، غالب کے خطوط: ایک قدیم مجموعے میں ،مشمولہ: آج کل ، جلد۲۵ ،شمارہ ۸ ، (مدیر: عرش ملسیانی)، دہلی ، مارچ ۱۹۶۷ء، ص:۷

۱۲۔ مختارالدین احمد، غالب کا ایک غیر مطبوعہ خط اور چند اصلاحیں ،مشمولہ: آج کل ، ماہنامہ ،شمارہ ۷ ، جلد۱۳ ، دہلی ،فروری ۱۹۵۵ء،ص:۳

۱۳۔ مختارالدین احمد، غالب کی بعض تصانیف کے بارے میں (تعارف و جائزہ)،مشمولہ مجلّہ غالب نامہ،شمارہ۲، جلد۱۳ ،نئی دہلی ، جولائی ۱۹۹۲ء، ص:۲۶۰

☆......☆......☆